7۔ سفارش

احمد ندیم قاسمی (1916ء۔ 2006ء)

تعارف: احمد ندیم قاسمی کا اصل نام احمد شاہ تھا۔ آپ ۲۰ نومبر ۱۹۱۶ء کو خوشاب کے گاؤں انگہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام غلام نبی تھا۔ ابتدائی تعلیم پرائمری سکول انگہ سے حاصل کی۔ ۱۹۲۳ء میں والد کی وفات کے بعد اپنے چچا حیدر شاہ کی کفالت میں آ گئے۔ کیمبل پور (اٹک) گورنمنٹ سکول سے مڈل پاس کیا۔ قاسمی کے چچا محکمہ مال میں ملازم تھے اس لیے وہ پنجاب کے مختلف علاقوں میں تعینات رہے۔ شیخوپورہ سے میٹرک کیا۔ ایف۔اے اور بی۔اے صادق ایجرٹن (S.E) کالج بہاول پور سے کیا۔ اس دوران میں چچا فوت ہو گئے، روزگار کے سلسلے میں ریفارمز کمشنر لاہور کے دفتر میں محرر کی ملازمت کی۔ ۱۹۲۹ء میں محکمہ آب کاری، ملتان میں سب انسپکٹر بھرتی ہوئے، یہاں دل نہ لگا، ملازمت ترک کر کے لاہور آئے اور رسالہ "تہذیب نسواں" اور "پھول" کے ایڈیٹر ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد پشاور ریڈیو اسٹیشن میں ملازمت کی۔ لاہور میں "نقوش" اور "سویرا" کے بھی مدیر رہے۔ ۱۹۵۱ء اور ۱۹۵۹ء میں ترقی پسند نظریات کے تحت کچھ عرصہ جیل میں بھی رہے۔ "امروز" کی ادارت بھی کی، فکاہیہ کالم "حرف و حکایت" بھی عنقا کے نام سے لکھتے رہے۔ احمد ندیم قاسمی افسانہ نگار، شاعر، کالم نویس اور خاکہ نگار کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں۔ جولائی ۲۰۰۶ء میں لاہور میں فوت ہوئے۔

تصانیف:۔ افسانوی مجموعے:۔ چوپال، بگولے، طلوع و غروب، سیلاب و گرداب، آنچل، سناٹا، دھڑکنیں، آبلے، آس پاس، کوہ پیما، درو دیوار، نیلا پتھر، گھر سے گھر تک، کپاس کا پھول، بازارِ حیات، برگِ حنا۔

شعری مجموعے:۔ دشتِ وفا، بسیط، جلال و جمال، شعلۂ گل، رم جھم۔ خاکوں کا مجموعہ "معنی کی تلاش" کالموں کا مجموعہ "کسر کیاری"

افسانہ سفارش ان کے مجموعے "کپاس کا پھول" سے ماخوذ ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

صفحہ 35۔ سب تانگے لگے ہوئے تھے (سب تانگے سواریوں سے بھرے ہوئے تھے) تانگہ جوڑنا (تانگے میں گھوڑے کو منسلک کرنا) کوچوان (تانگا یا بگھی چلانے والا) بوٹی کی طرح سرخ ہونا (بہت زیادہ لال ہونا) آنکھ چلی گئی ہے (آنکھ کی بینائی ختم ہو گئی) بھول پن (معصومیت) بھول پن کا چھینٹا پڑنا (چہرے پر معصومیت چھا گئی) مصری شاہ (لاہور کے ایک محلہ کا نام) لالی جاتی رہے گی (سُرخی ختم ہو جائے گی) خدا رسول کو بیچ میں ڈال رہا تھا (اللہ اور رسول کی قسم اُٹھا رہا تھا) صلاح (مشورہ، تجویز) حکمت (علم طب) سلائی پھیر لی (سرمے کی سلائی لگا لی، سرمہ لگا لیا) آنکھ لگنا (نیند آنا) گُدا (پتلا ہٹ، بے جان)

صفحہ 36۔ ممنونیت (احسان مندی) آنکھوں میں ممنونیت کی نمی جاگی (احسان مندی کے باعث آنکھوں میں آنسو آنے کے قریب ہو گئے) پوست کے ڈوڈے (خشخاش کے خول) جتن کرنا (کوشش کرنا، جدوجہد کرنا) پِٹس پڑنا (کہرام مچنا، تہلکہ مچنا، چیخ پکار پڑنا)۔ صاحب لوگ (بڑے لوگ، امراء) صدر دروازہ (بڑا دروازہ، مین گیٹ) جی میں آئی (دل میں آئی، خیال ہوا، سوچا) زن سے گزر گیا (تیزی سے گزر گیا) میری آواز سے تیز نکلے (میری آواز پہنچنے سے پہلے ہی آگے بڑھ گئے) تشویش (فکر مندی، پریشانی) چھپر (گھاس پھونس کا سائبان)

صفحہ 37۔ کونا کھدرا (معمولی حصہ) بینائی (نور، روشنی) بھورا (چھوٹا سا ٹکڑا، معمولی رمق) بینائی کا بھورا (بینائی کی رمق) رتی بھر (ذرا بھر) گھٹنا پاجامے سے جھانک رہا ہو (پھٹی ہوئی شلوار سے گھٹنے کا نظر آنا، مراد غربت ظاہر ہو رہی ہو) ندامت (شرمندگی، پشیمانی) کوٹ لکھپت (لاہور کے ایک علاقہ کے نام) غضب ہونا (کام خراب ہونا) گل ہو گئے (ختم ہو گئے) بات آئی گئی ہونا (بات ختم ہونا، بات کو اہمیت نہ دینا) لپک کر (جلدی سے، دوڑ کر) ہلدی ہونا (زرد پڑنا، بہت زیادہ پریشان یا شرمندہ) احسان

ہونا) تیور بدلنا (انداز یا ظاہری صورت تبدیل کرنا) کتنا چھوٹا آدمی ہوں (اپنے کردار، اخلاق اور ذہن کے لحاظ سے معمولی ہونا) اعتراف کرنا (ماننا، تسلیم کرنا)

صفحہ 39۔ آواز بھرا جانا (رونے کے باعث گلے سے آواز صاف نہ نکلنا)

سبق کا خلاصہ

(بہاول پور 09، 08، ملتان بورڈ 09، ڈیرہ غازی خاں 13، 10، 09، گوجرانوالہ 10، لاہور 13، 12، 11، 09، 07، 06، راولپنڈی 13، سرگودھا 12)

مصنف افسانے میں بابو جی کو کہانی کا کردار بنا کر پیش کرتے ہیں۔ بابو جی بیان کرتے ہیں کہ ایک دن وہ اپنے کسی دوست کی دعوت میں شرکت کے لیے گھر سے نکلے۔ اتفاقاً گلی کے کونے پر کوئی تانگا نظر نہ آیا۔ وہ تانگے کے منتظر تھے کہ فیکا افسردہ چہرے کے ساتھ آتا دکھائی دیا۔ وجہ پوچھنے پر اس نے بتایا کہ گزشتہ رات کو اس کے بابا نے مصری شاہ کے ایک نیم حکیم کا سرمہ لگایا تو تمام رات تکلیف ہوتی رہی۔ گھریلو ٹوٹکے استعمال کرنے سے بینائی بھی جاتی رہی۔ صبح اُسے میو ہسپتال میں برآمدے میں جگہ ملی۔ فیکے نے بابو جی کو بڑی عاجزانہ درخواست کی کہ ذرا ساتھ چل کر ڈاکٹروں سے سفارش کریں کہ وہ آ کر اس کے بابا کا معائنہ کر لیں۔ بابو جی نے اپنے ایک دوست ڈاکٹر عبدالجبار کا پتہ دیا۔ فیکا خوش ہو کر چلا گیا۔

اگلے دن آ کر فیکے نے اطلاع دی کہ ڈاکٹر جبار ڈیوٹی پر موجود نہ تھے۔ بابو جی نے اپنے تعارفی کارڈ پر سفارش کے الفاظ لکھے اور فیکے کو تھما دیا۔ فیکا خوش ہو کر چل دیا مگر شام کو آ کر بتایا کہ اُسے غربت اور بوسیدہ کپڑوں کی وجہ سے ڈاکٹر جبار سے ملنے نہیں دیا گیا۔ بابو جی نے اُس سے عہد کیا کہ کل وہ فیکے کے ساتھ ضرور چلے گا۔ مگر اگلے روز وہ صبح سویرے شیخوپورہ چلے گئے۔ شام کو واپسی پر معلوم ہوا کہ فیکا آیا تھا۔

اس کے بعد تین دن تک فیکا غائب رہا۔ چوتھے روز ایک دوسرے کوچوان نے بتایا کہ فیکے کے والد کو وارڈ میں جگہ مل گئی ہے۔ عین اسی وقت فیکا بھی آ گیا۔ بابو جی نے اُسے کہا کہ اُس نے ڈاکٹر صاحب کو سفارش کر دی ہے جو کہ سراسر جھوٹ تھا۔ اگلے روز صبح سویرے فیکا پھر آ پہنچا۔ اور کہنے لگا آپ کی کرم فرمائی سے وارڈ میں داخلہ تو ہو گیا لیکن اب انھوں نے بابا کو کوٹ لکھپت ہسپتال میں بھیج دیا ہے۔ اور آمد و رفت میں دشواری ہوتی ہے۔ بابو جی نے ڈاکٹر جبار کو فون کیا لیکن رابطہ نہ ہو سکا۔ ایک دو روز کے بعد فیکا سامنے کی گلی سے آتا ہوا دکھائی دیا۔ بابو جی نے کترانے کی کوشش کی مگر فیکے نے موقع نہ دیا اور شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا "آپ کی سفارش سے بابا میو ہسپتال واپس آ گیا ہے۔ آنکھ کا آپریشن بھی ہو گیا ہے اب جمعہ کے دن پٹی کھلے گی۔" لیکن بروز جمعہ فیکا آنسو بہاتا ہوا نمودار ہوا اور کہا کہ پٹی کھلنے پر معلوم ہوا کہ ایک آنکھ کی بینائی ختم ہو گئی ہے اور اس سے دوسری آنکھ بھی متاثر ہوئی ہے۔ بابو جی نے پھر ڈاکٹر جبار کو فون کیا لیکن رابطہ نہ ہو سکا۔ بابو نے اگلے روز فیکے کے ساتھ جانے کا عہد کیا۔

فیکا دو، ڈھائی ہفتوں تک نظروں سے اوجھل رہا۔ ایک روز صبح ہی صبح نوکر نے آ کر بتایا کہ فیکا باہر آپ کا منتظر ہے۔ بابو جی نے نوکر کو ڈانٹا کہ اُس نے فیکے کو ان کی موجودگی کی کیوں اطلاع دی۔ پھر کپڑے بدلنے کا بہانہ کر کے بابو جی سوچ میں پڑ گئے کہ وہ فیکے کے سامنے کیا منھ لے کر جائے گا اور یہ کہ وہ کتنا جھوٹا اور گھٹیا شخص ہے۔ غریب کی دو آنکھوں کا معاملہ ہے وہ اس کے ساتھ مسلسل جھوٹ بول رہا ہے۔ اس کے ضمیر نے اُسے ملامت کی۔ آخر کار یہ سوچ کر باہر نکلا کہ وہ یہ اعتراف کرے گا کہ اس نے فیکے کی کوئی سفارش اور مدد نہیں کی۔